رسائل و مسائل

کیا مزارعت ناجائز ہے؟

سوال:- ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء کو ایک روزنامے میں ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس کا عنوان ہے "سود کی مصطفوی تشریح" (مضمون کی اخباری کٹنگ ساتھ ہی لگی ہوئی ہے)۔

اس میں موصوف نے بتایا ہے کہ "اسلام زمین کو بٹائی پر دینے اور مکان کرائے پر چڑھانے کو سود قرار دیتا ہے"۔

جب سے یہ مضمون شائع ہوا ہے۔ ایک اچھی خاصی الجھن پیدا ہو گئی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس مضمون کا قرآن و سنت اور ائمہ سلف کی آراء کی روشنی میں جائزہ لے کر اس سے پیدا ہونے والی الجھن دور فرمائیے۔

جواب:-

اِن دنوں ایک بڑی مشکل یہ پیدا ہو گئی ہے کہ اخباری کالموں میں اجتہاد خانے کھل گئے ہیں، اور صحافت کو بعض لوگ ایسی کاروباری سطح پر لے آتے ہیں کہ انہیں ہر معاملے میں "آدمی نے کُتّے کو کاٹ لیا" جیسی نئی نئی چونکانے والی باتیں درکار ہیں۔ اُن کے ہاں دلچسپی ایسا مضمون پیدا نہیں کرتا جس میں زور دیا جائے کہ نماز پڑھنا ضروری ہے، بلکہ جاندار اور جاذبِ توجہ مضمون وہ ہو گا جس میں یہ ثابت کیا گیا ہو کہ مروجہ نماز ایک عجمی سازش کا نتیجہ ہے۔

اس طرح کے اخباری اجتہادات پیش کرنے والے کالم نویسوں کو اس سے زیادہ بڑے کارنامے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ موضوع سے متعلق کوئی مضمون اُٹھائیں اور اس میں سے دو ایک روایات کے حوالے دے دیں۔ عام قاری کے لیے اتنا کچھ بھی خاصا مرعوب کُن ہے۔

آپ کو خود اندازہ ہوگا کہ شکوک یا انتشار پیدا کرنا کتنا آسان ہے۔ ایک بھلے مانس آدمی سامنے سے گزر رہا ہو تو چائے خانے کے باہر بیٹھے ہوئے چند افراد میں سے کسی کا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ اس شخص نے جو کوٹ پہن رکھا ہے وہ چوری کا ہے۔ پھر اگر لوگ اُس کے پیچھے پڑ جائیں تو یہ ثابت کرنے کے لیے کہ کوٹ میرا اپنا ہے اُسے بہت کچھ کرنا ہوگا۔ ہو سکے تو وہ کاغذات میں سے کپڑا خریدنے کا کیش میمو نکالے، درزی کا بل محفوظ ہو تو اُسے سامنے لائے، محلے کے کسی معزز آدمی سے شہادت دلوائے کہ یہ ایسا گھٹیا آدمی نہیں اور بعض دوستوں کے ذریعے یقین دہانی کرائے کہ یہ کوٹ اسی کا ہے اور دو سال سے اس کے پاس ہے۔

بعینہٖ دینی و شرعی معاملات کی یہی صورت ہے۔ ایک غلط الفکر آدمی اُدھر سے ایک روایت، اِدھر سے فقہ کا ایک حوالہ، تیسری طرف سے کسی نامور شخصیت کا نامکمل اقتباس پیش کر کے بحث چھیڑ دیتا ہے کہ اہلِ شریعت نے فلاں معاملے میں جو مسلک اختیار کر رکھا ہے وہ بے بنیاد ہے بلکہ حقیقت سے متضاد۔ ظاہر ہے کہ کم علم مگر سنجیدہ دل لوگوں کے کان کھڑے ہوں گے اور ہر کوئی سوچنے لگے گا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ کاروباری صحافت نے ایسے لوگوں کے لیے کھلا میدان مہیا کر دیا ہے کہ وہ ہر روز نئے نئے موضوعات پر نرالی بحثیں اُٹھائیں اور لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کریں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ شریعت یا کم سے کم ائمہ و علمائے شریعت پر سے اعتماد اُٹھنے لگے گا اور فضا سیکولرازم کے لیے زیادہ ہموار ہوگی۔ بات بات پر علمی تجزیہ کر کے جامع تسلی بخش جواب اخبارات میں نہ پیش کرنا آسان ہے، نہ کوئی اتنا وقت دے سکتا ہے کہ شوشہ بازیوں کے پیچھے پڑا رہے۔

اجتہادی آرا قائم کرنے کا عمل کچھ ویسا ہے جیسے سپریم کورٹ کے جج اور وکلا کتابوں کے ڈھیر لگا کر الفاظِ قانون، مطالبِ قانون اور عملی نظائر اور ان کی تشریحات پر کئی کئی دن غور و بحث کر کے کوئی نکتہ طے کرتے ہیں، مگر قانونِ شریعت ایک ایسی کھلی چراگاہ ہے کہ جس میں ہر کوئی گھس سکتا ہے اور ہر طرح کی گڑبڑ کر سکتا ہے۔ جو کچھ چاہے چٹ کر جائے اور جس روئیدگی کو چاہے پامال کر دے۔ عملی نظائر تو کیا عملی سنّت سے بھی وہ بے نیاز ہو کر اپنا تعلق سیدھا اللہ میاں سے جوڑ سکتا ہے۔ ساری تاریخ پڑی چیختی رہے اور عدل و فقہ کا نظام مسلسل پامال ہوتا رہے، اسے تو اپنے نظریے سے غرض ہے اور اس کے لیے وہ کسی پسندیدہ روایت کو سہارا بنائے گا۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ شریعت کے بارے میں، وحی الٰہی کے بارے میں اور علی الخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک صاحبِ ایمان کو حد درجہ مؤدب اور محتاط ہونا چاہیے۔ یہ ایسا نظامِ قانون نہیں ہے، جس کو ذہنی کھیل تفریح کا ذریعہ بنایا جائے اور جس کے متعلق نرالے نکتے چھانٹ کر اخباروں کی مارکیٹ بڑھائی جائے۔

معاف کیجیے گا، اتنی تمہید میں نے اس لیے لکھی کہ میرا دل دکھا ہوا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس طرح ایکٹریسوں کی تصویریں اور طنز و مزاح کے کالم اور کھیلوں کی خبریں اور فلموں کے "تذکرے" ہوتے ہیں، انہی کے ساتھ کوئی کالم یا کوئی صفحہ مذہبی مباحث کا بھی ہوتا ہے۔ بلکہ ایک ہی جگہ لامذہبیت بھی ہے، مذہب کی مخالفت بھی ہے، مذہب سے بے تعلقی بھی ہے اور مذہب کے مسائل بھی ہیں۔ ہم جس دین کے پیرو ہیں، وہ دوسرے مختلف اور متضاد عناصر کے ساتھ مل کر کوئی مرکب یا مخلوط نہیں بناتا، بلکہ وہ مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے مانو تو پوری طرح سے مانو، آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والا معاملہ میرے ساتھ نہ کرو۔ ہمارا مذہب (دین) صحافت کی متاع کاروبار نہیں ہے۔ جن مالکانِ اخبار کو اس پر مثبت اگہرا اور شعوری ایمان ہو وہ اسے سربلند کرنے میں حصہ لیں اور جن کے کاروباری مفاد اسے اپنے تابع رکھ کر استعمال کرنا چاہتے ہوں، وہ اس کی جان بخشی کر دیں۔

یہ کوئی بات نہیں ہے کہ صاحب! جو بات غلط آتی ہے، آپ اُس کا جواب دے سکتے ہیں، ہمارے صفحات کھلے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ غلط اور فضول باتیں آئیں کیوں؟ آپ تحریروں کو چیک کر سکتے ہیں، آپ کسی صاحبِ علم کو موصولہ مضامین کی جانچ پڑتال پر مقرر کر سکتے ہیں۔ بصورتِ دیگر اگر آپ کو غلط اور صحیح سے کوئی مطلب نہ ہو تو ہر غلط بحث کا جواب دینے کے لیے مستند اور باشعور فارغ افراد موجود ہونے چاہئیں کہ جو فائر بریگیڈ کی طرح ہر وقت تیار بیٹھے ہوں۔ جو لوگ کچھ تعمیری کام کرنے کے لیے اپنی زندگیاں صرف کر رہے ہیں وہ مصروف زندگیاں رکھتے ہیں، اور ان میں سے اگر کوئی لکھے بھی تو غلط رایوں کے جھاڑ جھنکار صاف کرنے کے لیے اعتراض اُٹھانے سے دس گنا زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر کالم آدھ کالم لکھ دینے سے کام نہیں چلتا۔ مضمون اگر قسطوں میں چلے تو ایک ایک قسط پر دس نئی بحثیں اُٹھ کھڑی ہوں گی۔ دین کے متعلق تحقیق و اجتہاد کا کام یا تو محنت سے لکھی ہوئی کتابوں میں ہو سکتا ہے یا ذرا کم درجے میں اعلیٰ علمی رسائل میں۔ ایسی چیزوں کے لیے بڑی سنجیدہ فضا چاہیے،

اخباری فضا اور کاروباری فضا قطعاً موزوں نہیں۔

مگر اب جو کچھ ہو رہا ہے اُسے یکسر نظرانداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے اچھا کیا کہ اپنا سوال ارسال کر دیا۔ اس کا جواب ہمارے لٹریچر میں بڑی تفصیل سے موجود ہے اس پر نظر رکھنا ہر کسی کے لیے ممکن نہیں۔ سو میں یہ خدمت انجام دے رہا ہوں کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بہ سلسلہ مزارعت (یا بٹائی) کی تلخیص یہاں پیش کر رہا ہوں۔ زیادہ تفصیل کے لیے آپ "مسئلہ ملکیتِ زمین" نامی کتاب دیکھیں۔

ہم اس معاملے کو یوں لیتے ہیں کہ ایک مدعی یہ دعویٰ لے کر سامنے آیا ہے کہ اسلام میں مزارعت یا بٹائی قطعاً ممنوع ہے۔ وہ نیل الاوطار اور تفسیر مواہب الرحمٰن سے حوالے دیتا ہے۔

ہم سرسری حوالوں کی بجائے اُن ساری روایات کو سامنے لاتے ہیں جن سے امتناعِ مزارعت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت رافع بن خدیج کی روایات

حضرت رافع ایک روایت میں اپنے چچا کا نام لیے بغیر اور ایک میں ان کا نام ظُہَیر بن رافع بتا کر اُن کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ ایک روایت میں وہ خود اپنے کھیتوں پر کام کرتے ہوئے صورتِ مزارعت حضورؐ سے بیان کر کے حضورؐ کا ارشاد سامنے لاتے ہیں۔ جناب مجاہد نے بھی رافع بن خدیج ہی کے حوالے سے روایت بیان کی ہے۔ اسی طرح سعید بن مُسَیّب اور سلیمان بن یسار بھی روایتِ رافع کے راوی ہیں۔ پھر حضرت رافع کے صاحبزادے اُن کی روایت کو دوہراتے ہیں۔ رافع ہی کی روایت کو حضرت ابنِ عمرؓ اُن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ اِن مختلف روایات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ہم کو منع کر دیا کہ ہم زمینوں میں مزارعت کا معاملہ کریں اور تہائی، چوتھائی یا مقررہ مقدارِ غلہ کے عوض اُن کو کرایہ پر دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مالکِ زمین یا تو خود کاشت کرے، یا دوسرے کو کاشت کرنے کے لیے دے، یا اپنی زمین کو روک رکھے۔ بٹائی یا کرایہ پر زمین دینے کو آپ نے سودی معاملہ قرار دیا ہے۔ آپ نے محاقلہ (صورتِ مذکورہ) کے علاوہ مزابنہ (درختوں پر لگی ہوئی کھجور کی بیع) سے منع فرمایا۔

جن چند اصحاب تک یہ روایت پہنچی اُن کا یہ بیان ہے کہ ہم نے زمینوں کو بٹائی پر دینے کا بظاہر

مفید طریقہ خدا و رسولؐ کی خوشنودی کے لیے ترک کر دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایات

رافع بن خدیج کے بعد امتناعِ مزارعت کا دوسرا بڑا ماخذ حضرت جابر بن عبداللہ کی روایات ہیں۔ ان میں یہ باتیں کہی گئی ہیں:-

۱۔ آنحضرتؐ نے زمین کے کرائے سے منع فرمایا۔

۲۔ آپؐ نے مخابرہ (بٹائی پر کاشت کرانے) سے منع فرمایا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ زمین اُجرت پر یا پیداوار کے حصے پر کاشت کے لیے لی جائے۔

۴۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو اُسے چاہیے کہ خود کاشت کرے، اور اگر خود نہ کرتا ہو تو اپنے کسی بھائی کو کاشت کے لیے دے دے لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو پھر اپنی زمین کو روک رکھے۔

۵۔ دوسری روایت میں ہے کہ اُسے چاہیے کہ ہبہ کر دے یا عاریۃً دے دے"۔

۶۔ حضورؐ نے زمین کو دو تین یا چند سال کے لیے بیچنے سے منع فرمایا۔

۷۔ حضورؐ نے چند سال کے ثمرہ کی بیع سے منع فرمایا۔

۸۔ حضرت جابرؓ نے حضورؐ کو مزابنہ اور حقول سے منع فرماتے سُنا۔ انہوں نے خود ہی مزابنہ اور حقلہ کی تشریح بھی کی۔ (جو اُوپر بیان ہو چکی ہے)۔

۹۔ حضرت جابر کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مخابرہ نہ چھوڑے، اُس کو اللہ اور رسولؐ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ واضح رہے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو قرآن میں سُود خوری کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

چار دیگر صحابیوں کی تائیدی روایات

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے، یا اپنے بھائی کو بلا معاوضہ دے دے، لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو اپنی زمین کو روک رکھے" دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

حضرت ابوسعید خُدری کہتے ہیں کہ حضورؐ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا انہوں نے بھی مزابنہ اور محاقلہ کی وضاحت کی ہے۔

ثابت بن ضحاک کہتے ہیں کہ حضورؐ نے مزارعت سے منع فرمایا۔

زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا: ثابت بن حجاج نے زید بن ثابت سے پوچھا کہ مخابرہ کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم آدھی یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض زمین لے لو۔ (نعیم صدیقی)

(باقی)